

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ اکبر ہے، صدیق بھی اکبر ہے۔ اعظم ہے، فاروق بھی اعظم ہے۔ غنی ہے، عثمان بھی غنی ہے، علی مشکل کٹا ہے، علی مشکل کٹا کیوں نہیں؟ گویا حق اپنی شان کے مطابق ہے اور مخلوق اپنی شان کے مطابق۔ ا۔ تعالیٰ قرآن پاک میں بادشاہ کو رب کہتا ہے اگر بادشاہ رب ہے تو علی مجبوری اور جیلانی رحمہما اللہ دانا اور غوث کیوں نہیں؟ قرآن پاک میں ہے کہ ا۔ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دے گا، یعنی ا۔ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول بھی فضل فرماتے ہیں تو کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ یا رسول ا! فضل کریں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد

ا۔ تعالیٰ نے اس عالم رنگ و بوم میں اپنی توحید قائم کرنے کے لیے متعدد کتابیں نازل فرمائیں اور بے شمار رسولوں کو مبعوث کیا، توحید یہ ہے کہ ا۔ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات، نیز اس کے حقوق و اختیارات اور احکام میں کسی مخلوق کو شریک نہ کیا جائے، اگر کسی نے ا۔ کے اسماء، اس کی صفات، اس کے حقوق و اختیارات اور احکام میں کسی مخلوق کو شریک ٹھہرایا تو وہ ا۔ تعالیٰ کے ہاں مشرک ہے اگر توبہ کے بغیر اس جہاں سے رخصت ہوا تو ہمیشہ کے لیے اس پر جنت حرام اور جہنم واجب ہوگئی۔ دانا، غوث اعظم، مشکل کٹا اور غریب نوازیہ سب ا۔ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ بعض لوگ ان صفات کو مخلوق میں تلاش کرتے ہیں، جیسا کہ سائل کے سوال سے واضح ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[کون ہے جو بے قرار کی پکار سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارتا ہے اور کون اس کی تکلیف کو رفع کرتا ہے اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا ا۔ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی اللہ بھی ہے۔] [۲/۴۱ النمل: ۶۲]

[اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا سب سے بڑا فریاد سننے والا، یعنی غوث اعظم صرف اور صرف ا۔ تعالیٰ ہے، عبدالقادر جیلانی نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "یقیناً تو ہی بہت بڑی عطاہینے والا ہے۔" [۳/۴۱ آل عمران: ۸۰]

اس آیت کریمہ سے پتا چلتا ہے کہ ا۔ ہی سب سے بڑھ کر دینے والا یعنی دانا ہے علی مجبوری رحمہ اللہ دانا نہیں ہیں۔ انہوں نے تو خود اپنی کتاب "کشف المحجوب" میں اپنے متعلق دانا ہونے کی پر زور الفاظ میں تردید کی ہے۔ ا۔ تعالیٰ [کارشاد ہے: "اے لوگو! تم سب ا۔ تعالیٰ کے در کے فقیر ہوو! تو غنی و حمید ہے۔" [۳۵/۴۵ فاطر: ۱۵]

: اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ا۔ تعالیٰ ہی غریبوں کو نوازنے والا ہے اس کے علاوہ اور کوئی غریب نواز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[اگر ا۔ تعالیٰ تمہیں کسی مشکل میں ڈال دے تو اس کے علاوہ اسے کوئی دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تمہیں کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی بٹانے والا نہیں۔] [۱۰/۱۰۷ یونس: ۱۰۷]

اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ تمام مشکلات حل کرنے والا، یعنی مشکل کٹا صرف ا۔ تعالیٰ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ رسول ا۔ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ایک دعا پڑھا کرتے تھے جس میں یہی مضمون بیان ہوا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: "اے ا۔! جسے تو دے اسے کوئی رکھنے والا نہیں اور جس سے تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی صاحب بیثیت تیرے مطالبے میں نفع نہیں پہنچا سکتی۔" [صحیح بخاری، کتاب الدعوات: ۶۳۳]

سوال میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اکبر، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو غنی کہا گیا ہے۔ ان حضرات کے لیے اس قسم کے القاب ہم نے خود تجویز کیے ہیں، کتاب و سنت میں ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ا۔ تعالیٰ کی بعض صفات ایسی ہیں کہ قرآن پاک میں ان کا اطلاق بندوں پر بھی کیا گیا ہے۔ مثلاً: تعالیٰ سمیع اور بصیر ہے تو انسان کے لیے بھی سمیع اور بصیر کا اطلاق ہوا ہے۔ [۶۱/۶۱ الدھر: ۲۰]

لیکن ا۔ تعالیٰ کا سمیع و بصیر ہونا اس کی شان کے مطابق ہے اور بندے کا سمیع و بصیر ہونا اس کی شان کے لائق ہے۔ یعنی بندے کی سماعت و بصارت انتہائی محدود ہے۔ کیونکہ بندہ پس پردہ نہ کوئی چیز دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی سن سکتا ہے، جبکہ ا۔ تعالیٰ ایسے عیوب و نقائص سے پاک ہے۔ ا۔ تعالیٰ نے یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ "اس کی ذات و صفات میں کوئی دوسرا اس جیسا نہیں ہے۔" [۳۲/۳۲ الشوری: ۱۱]

سوال میں خود ہی ان نفوس قدسیہ کی طرف ایسی صفات کا اتساب کیا گیا ہے جس کا ثبوت قرآن پاک و حدیث میں نہیں ہے۔ پھر خود ہی صغریٰ کبریٰ ملا کر اس سے غلط مقصد کشید کر لیا گیا کہ ا۔ تعالیٰ مشکل کٹا ہے تو علی رضی اللہ عنہ مشکل کٹا کیوں نہیں؟ مشکل کٹا تو ا۔ تعالیٰ کی صفت ہے اسے مخلوق میں کس بنیاد پر تسلیم کیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو خود مشکلات میں پھنسے رہے وہ اپنے لیے مشکل کٹائی نہ کر سکے تو دوسروں کے لیے کیونکر مشکل کٹا ہو سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

آپ ان سے کہہ دیجئے کہ لہجہ یہ تو بتاؤ کہ جنہیں تم ا۔ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو اگر ا۔ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو بٹا سکتے ہیں؟ یا ا۔ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے؟

[ہیں۔] [۳۹/۳۹ الزمر: ۳۸]

۱۔ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم کی پوزیشن کو واضح فرمایا ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں کہ وہ مشکل کشا بن جائیں۔ کتاب و سنت میں اس کے لیے کوئی سند نہیں ہے۔ یہی سب خود ساختہ اور لہجہ بندہ ہیں۔ بلاشبہ سورۃ یوسف میں متعدد مرتبہ بادشاہ کے لیے رب کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن وہ علی الاطلاق نہیں اور اضافت کے ساتھ دونوں طرح مستعمل ہے، پھر جب بندے کے لیے اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے تو اس کی تائید بھی کلام عرب میں مستعمل ہے، مثلاً: گھر کی مالکہ کو عربی میں ”زبۃ البیت“ کہتے ہیں جبکہ ا تعالیٰ کے لیے اس کی تائید کا استعمال شرک اکبر ہے۔ سوال میں یہ استدلال بھی عجیب ہے کہ اگر بادشاہ رب ہے تو علی بھویری رحمہ اللہ داتا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ غوث اعظم کیوں نہیں؟ یہ تو ایسا ہی استدلال ہے کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کے باپ کا ہم نام ہو تو پہلا شخص دعویٰ کر دے کہ میرا باپ آپ کے باپ کی جائیداد میں برابر کا شریک ہے۔ کسی کے ہم نام ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ کوئی دوسرا ان کی جائیداد میں حصہ دار ہے۔ سوال میں قرآن پاک کے حوالے سے ایک اور مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو مجربانہ کوشش کے مترادف ہے، یعنی ا تعالیٰ اور اس کا رسول اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دے گا۔ قرآن پاک میں اس قسم کے الفاظ قطعاً نہیں ہیں اگر ایسا سوا نہیں ہو تو یہ ایک ایسی تحریف ہے جس کا ارتکاب یودی کیا کرتے تھے۔

[قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”منافقین صرف اس بات کا انتقام لے رہے ہیں کہ انہیں ا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور اس کے رسول نے دولت مند کر دیا ہے۔“ ۹/توبہ: ۴۰]

اس آیت کریمہ سے یہ مفروضہ کشید کیا گیا ہے کہ ا تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول بھی فضل فرماتے ہیں تو ”یا رسول ا! فضل کریں“ کہنا بھی صحیح ہے العیاذ بآلہ اللہ! حالانکہ ا تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول کا ذکر اس لیے ہے کہ اس غنا اور تو نگر کی کا ظاہری سبب رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی بنی تھی، ورنہ حقیقت میں غنی بنانے والا ا تعالیٰ ہی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آیت کریمہ میں جب فضل کا ذکر ہوا ہے تو اس کے ساتھ واحد کی ضمیر استعمال ہوئی ہے۔ یعنی ا تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیا۔ دوسرے الفاظ میں فضل و کرم کرنا صرف ا تعالیٰ ہی کا کام ہے، اس میں اس کے رسول کا ذرہ برابر بھی حصہ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کے ساتھ تنبیہ کی ضمیر استعمال کی جاتی بلکہ خود رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم ا تعالیٰ کے فضل کے محتاج ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دے گا۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول ا! آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ”مجھے بھی میرا عمل نجات نہیں دلائے گا، ہاں اگر ا تعالیٰ کا فضل میرے شامل حال ہو جائے تو الگ بات ہے۔“ [صحیح بخاری، الرقاق: ۶۳۶۳]

نیز حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر جب ان کے متعلق حسن ظن کا اظہار کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ا کی قسم مجھے ا تعالیٰ کا رسول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کے دن میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔“ [صحیح بخاری، المناقب: ۳۹۲۹]

آخر میں ہم اپنے معزز قارئین اور سامعین سے یہی گزارش کریں گے کہ اسباب کے بغیر داتا، غوث اعظم، مشکل کشا اور غریب نواز صرف ا تعالیٰ کی ذات ہے، لہذا جب بھی دعا مانگو یا مدد کے لیے پکارو تو صرف ا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ [وا علم بالصواب]

هذا ما عندني والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 2، صفحہ: 43